مرثیہ

۱
ہر درد کا جہاں میں پیدا علاج ہے
مگر لیہ کا درد مگر لا علاج ہے
پر بر فلک جو ٹوٹ پڑے کیا علاج ہے
عیسیٰ کو بھی محال اسی کا علاج ہے

۲
لو مومنو بلند کرو شور و شین کو
دو تہنیت یہ درد جناب حسین کو
پیری میں جن کے ہاتھ سے اجل نور عین کو
تقدیر لوٹتی ہے نہ شہ مشرقین کو
روتے ہیں جسم اکبر عالی جناب پر
بجلی اجل گرا گئی ہے باغ شباب پر

۳
پیری میں حسین پہ آفت کا وقت ہے
بیٹی ہے جو چھوٹتی ہے قیامت کا ہے
فرزند نوجوانی شہادت کا ہے
گویا رسول پاک کی رحلت کا ہے
اکبر پہ در عالم پیری میں جیتے ہیں
مولا لیے غریبی میں لٹتے ہیں

۴
دشمن کو بھی یہ درد نہ ہو روزگار میں
سوتا ہے جا کے دوا سو نہیں اختیار میں
گلرنگ ہے لہو سے گلستان کربلا
سوتی ہے سرکش جوانان کربلا
بیعقوب و جی علم ہی سلطان کربلا
گویا سبط ہے یا در سلطان کربلا
بی بی الخاہر یہ مرثیہ کو جانے گا
پیری میں تجکو داغ جوانا دکھائے گا

۵
بیٹا جوان باپ کی پیری کا عصا
ہر درد راحت ... صبا
... صفیہ کا اسرا
فرمائیں ... زینت دنیا لے گیا
یہ وہ چراغ ہے جو روشن مدام ہے
رنڈاپی کی ہو تنا ... تمام ہے

گردن جھکا کے بولی یہ عباس نیک نام
حکم حضور جو بھی بجالائے گا غلام
ہر آہ جنگ ظلم سے کینہ ہوا تمام
اونپر یہ رحم و لطف ہے بس آپ ہی کا کام
کوئی رحیم مثل امام غنی نہیں
بچونکی قاتلوں سے بھی کچھ دشمنی نہیں

امت میں مصطفےٰ کی ہیں یہ لوگ ہی ہے عادل تمہارا بھائی ہی ای میری ذی وقار
قائل ہیں گو یہ انکی رعایت بجا ہی یاہے تمکو بھی اسکا دھیان مناسب ہے میں نثار
جنگ اوس سے چاہیے بھی جو لڑنیکو تم آئے غصے میں نفس کی نہ اطاعت ہو زینہار
کرنا نہ اوسپہ وار جو دہشت سے بھاگ جائے حق دیکھیے بچے جو اپنی طرف وقت کارزار
جاؤ بھی تیغ تیز جو سرکوبی ہوئے سر کاٹنا نہ قطع مروت کے ساتھ ہو
ہیبا غضب میں رحم کا پہلو بھی ہوئے جنگ و جدال بھی ہو تو عدالت کے ساتھ ہو

جرأت دکھاؤ حملہ کو صبیت میں ڈالیے
برہم کرو پرے کو پہ بر حسب حال کے
لیکن اسد ہو تم اسد ذوالجلال کے
غیض و غضب شباب کا بھی دیکھ بھال کے
اعدا کا خون بہاؤ مگر تول تول کے
بہائی نثار ہاتھ ذرا روک روک کے

۴۹
بن گیا تھا کرۂ نار جو میدان قتال
آتش تیر سے جو تھا کباب گذر واں تھا محال
جائیں اوس راہ سے کیا تیغ کے جوہر کی مجال
طائر اوج ہوا اوڑ کے نہ تھی فارغ بال
تھی بلندیہ مگر تار نظر جلتی تھی
رنگ سرحدین اوترتے تو سپر جلتی تھی

۵۰
شعلہ تیر انیوا اوسکا جو نزدیک جلا
برق و شرق الکے برق آتش غضبی جلا
سایہ مین اسکی جو آیا تو خنجر تیر جلا
آنچ قاتل کی جو چہو جاتی تو فولاد گلا
زیر پرتو جو تو آفتاب تو کالبد جل جائے
نام لین منہ سے اگر اوسکا تو تالو جل جائے

۵۱
کوندتے اوٹھتے تھے ہر بار جو قاتل مثال
دن گھٹا جاتا تھا خورشید برم دیتا زوال
بسکہ چمکی تھی محرم مین قاتلانہ ہلال
آجتک یاد زمانے کو ہے گر کبھی خیال
عزم بڑھنے کا اگر خوف سے گھٹ جاتا ہے
سال اس ماہ تک آتی ہے پلٹ جاتا ہے

۵۲
کیا کروں مدح شرار خش پیکر کے
جسکو اوڑنے مین لطافت تھی دوپر کے
جلد یکے تیش پیر اگندہ صف لشکر کے
ابر کے قطرے نے تیز روی صرصر کے
راہ دشوار اوسی غیرت نشتر کی تھی
صاف شعلے کی لپک اوڑنے برق کی